فتوحات صحابہؓ کے علل و اسباب پر ایک سرسری نظر

(از مولوی حافظ عبد الخالق صاحب خالدی جیپوری متعلم دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

مذہب اسلام کے دنیا میں آنے سے پیشتر حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی خلاق عالم یہ وعدہ فرما چکا تھا کہ زمین کی وراثت محض پرستاران توحید کے لئے ہے جسکا تذکرہ قرآن پاک میں یوں کرتا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (پ ۱۷ ع ۷) یعنی ہم نے زبور میں یہ لکھدیا تھا کہ زمین کی وراثت میرے نیک بندوں کیلئے ہے ان ہی کو خلیفۃ اللہ فی الارض (زمین میں اللہ کے نائب) کہا گیا۔ یہی پرستاران توحید ہیں جن کو أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ (تم ہی بلند ہو) کے خطاب سے ملقب کیا گیا۔ لیکن آج جبکہ ہم زمین کے رہنے والوں پر نظر ڈالتے ہیں تو پرستاران توحید ہی ہیں جن کی گردن میں غلامی کا طوق ہے۔ یہی ہیں جن پر غیر قومیں نہایت ظلم و تشدد سے حکومتیں کر رہی ہیں۔ یہی ہیں جو دنیا میں نہایت ارذل طریقہ پر زندگی بسر کر رہے ہیں حتی کہ ان کے معابد و مساجد بھی محفوظ نہیں نہایت بیدردی سے ان کا استیصال کیا جا رہا ہے شعر

لمثل ھذا یذوب القلب من کمد ✶ ان کان فی القلب اسلام و ایمان

نعوذ باللہ خداوند تعالیٰ اپنے وعدہ میں جھوٹا نہیں ہے بلکہ اس کا وعدہ صحابہ کرام پر حرف بحرف صادق آیا۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ دنیا کے اس کنارے سے لیکر اس کنارے تک پرچم اسلام لہرایا اور انھوں نے نہ صرف ابدان انسانی پر حکومت کی بلکہ ان کے دل و دماغ پر پوری طرح قبضہ کیا۔ ہم اگر آج بھی صحابہ کرامؓ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا لائحۂ عمل بنالیں تو اپنی کھوئی عزت کو واپس لے سکتے ہیں اور آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں ہمارے قدموں پر نثار ہونے کو تیار ہیں۔ آج کی صحبت میں میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے اسباب و علل تھے جن کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے دنیا پر قبضہ کیا صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی پر غور کیا جائے تو ان کی فتوحات کے چند اسباب قرار دیئے جا سکتے ہیں جن کو میں ذیل میں قلمبند کرنا چاہتا ہوں۔

اعلاء کلمۃ اللہ | اسلامی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر صحابہ کرامؓ تک جسقدر فتوحات وقوع پذیر ہوئیں ان کا حقیقی مقصد اعلاء کلمۃ اللہ (اللہ کے دین کو بلند کرنا) تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ تبوک کے موقع پر جب یہ خبر لگتی ہے کہ شاہ روم عربوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو آپ صحابہ کرامؓ کو لیکر سرحد پر جب پہنچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ مقابلہ سے بھاگ گیا اسوقت مسلمانوں کی حالت بہت کمزور تھی بہت بڑی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ انتہائی فقر و فاقہ کا زمانہ تھا باوجود ان تمام امور کے آپ وہاں سے واپس لوٹ آتے ہیں اگر آپ چاہتے تو سرحد کو خالی پاکر حکم دیدیتے کہ اس ملک کو فتح کر لو اور نہایت آسانی سے اس ملک کو فتح کیا جا سکتا تھا لیکن آپ کا مقصد اپنی مملکت میں وسعت دینا نہ تھا بلکہ محض

اعلاء کلمۃ اللہ مقصود تھا۔ اسی طرح صحابہ کرام نے بھی ہمیشہ اسی مقصد کو سامنے رکھا فتح خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح ونصرت کا علم عنایت فرمایا اور اس زبردست شرف سے مشرف فرمایا تو اسی کے ساتھ یہ کہکر لان یھدی اللہ بك رجلا خیرلك من حمر النعم (یعنی اے علی اگر تمہارے ذریعہ سے رب العزۃ ایک شخص کو بھی ہدایت نصیب فرماوے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے) عموماً تمام امت مسلمہ کے لئے اور خصوصاً صحابہ کرام کیلئے ایک ابدی قانون بھی مرتب فرمادیا جو صحابہ کرامؓ کی فتوحات کا اولین سبب ہے چنانچہ بادۂ ہدایت کے ان متوالوں کا جب کبھی کسی قوم سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اُس قوم کے دلوں کو اس کیف سے خالی پایا اگرچہ ان کا فوجی انتظام ان سے بہتر اور مستحکم ہوتا تھا۔ لیکن ان کے سامنے کوئی خاص مقصد نہ تھا۔ بڑے بڑے مورخین صحابہ کرام کی فتوحات کا سبب اسی اعلاء کلمۃ اللہ کو قرار دیتے ہیں چنانچہ فرانسیسی مشہور مورخ لیبان اپنی کتاب میں صراحۃً لکھتا ہے کہ اگر ہم عرب کی ابتدائی فتوحات کے زمانے کی تاریخ پر غور کریں (حالانکہ ابتدائی فتوحات عادۃً مشکل اور اہم ہوتی ہیں) تو ہم کو معلوم ہوگا کہ ان کا مقابلہ اُن حریفوں سے ہوا جن کا نظام فوج اگرچہ نہایت مستحکم تھا تاہم ان کی اخلاقی طاقت ضعیف ہوگئی تھی عرب کی فوج نے اول اول شام کی طرف پیش قدمی کی جہاں ان کو بیزنطین فوج سے سابقہ پڑا جو ان افراد سے مرکب تھی جو کسی مقصد کے لئے اپنے اندر جان فروشی کا جذبہ نہیں رکھتی تھی لیکن عرب کی قوت ایمانیہ ان کی تعداد کو کئی گنا بڑھا دیتی تھی اسلئے ان کو ایسی کھوکھلی فوج کے شیرازے کے پراگندہ کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی ——— ثانیاً

محنت ومشقت | اصحاب رسول اللہ کی فتوحات کا ایک یہ بھی بہت اہم سبب تھا کہ انھوں نے فوجی زندگی گذارنے میں بڑی بڑی تکالیف سہیں۔ جن کی نظیر دنیا کی تواریخ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میدان تیہ میں نہایت آرام سے زندگی گذار رہی تھی اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسمان سے میٹھے اور نمکین کھانے اتارتا تھا جسکو من وسلویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے پینے کیلئے زمین سے شیریں چشمے ابلتے تھے لیکن فوجی زندگی کی مشقت کی ذراسی جھلک دیکھکر بول اٹھے یٰموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد فادع لنا ربك یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها (بقرہ) یعنی اے موسیٰ ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کرسکتے خدا سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لئے ککڑیاں اور ترکاریاں اور مسور و پیاز و گیہوں وغیرہ زمین سے اُگائے۔

لیکن شمع رسالت کے پروانوں کو اگر ایک ایک کھجور بھی مل گئی تو اسی پر گذارہ کرلیا۔ اگر یہ بھی نہ ملی تو درختوں کے پتوں کو پانی میں بھگو کر کھا لیا۔ کھجور کی گٹھلیوں کو چوس چوس کر اپنی طبیعت کو ڈھارس دیدی یہ تمام واقعات متعدد غزوات میں پیش آئے۔ غزوۂ ذات الرقاع میں اسقدر سامان رسد کم تھا کہ کئی کئی صحابہؓ کے درمیان صرف ایک سواری تھی لہذا مجبوراً پیدل چلنا پڑا۔ جس کی وجہ سے صحابہ کرام کے تلووں میں سوراخ ہوگئے۔ ناخن زمین پر گر گئے۔

یہانتک نوبت پہنچی کہ صحابہ کرام کو اپنے پیروں میں چیتھڑے پیٹنے پڑے اسی مناسبت سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوگیا۔ کیونکہ رقاع کے معنے چیتھڑے کے ہیں۔

حُبِ نبوی | اصحابؓ کرام کی فتوحات کا ایک بڑا سبب حب نبوی بھی ہے۔ حب نبوی میں یہ لوگ اسقدر سرشار تھے کہ اپنے بدن کے ٹکڑے کرادیئے لیکن حضورؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا جنگ احد کے موقع پر حضرت طلحہؓ حضورؐ کو ڈھال کا کام دے رہے تھے جو تیر کفار کی طرف سے آتا اپنے ہاتھ پر روک لیتے اور حضورؐ کو تیر لگنے سے بچاتے تھے۔ غزوۂ بدر میں جب حضورِ اقدس صحابہؓ کو لڑائی پر برانگیختہ کررہے تھے اور جوش دلا رہے تھے تو اس وقت حضرت مقدادؓ سے نہ رہا گیا اور ایک تقریر کی جس میں انھوں نے فرمایا کہ یارسولؐ اللہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (رپ مائدہ) یعنی تو اور تیرا خدا دونوں جاکر لڑو ہم تو یہاں ہی آرام فرمائینگے" کہکر الگ ہونیوالے نہیں ہیں بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے۔ غرض یہ کہ ہر طرف لڑیں گے حضورؐ نے جب یہ کلمات سنے تو مارے خوشی کے آپ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا۔ حضرت خبیبؓ کو سولی پر چڑھا کر کفار نے نیزے سے چونکا مارا اور کہا کہ اب تو تمہارا جی چاہتا ہوگا کہ تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ حضرت خبیبؓ کو جوش آجاتا ہے اور للکار کر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم تم لوگ میرے ٹکڑے کردو لیکن مجھے اتنا بھی گوارا نہیں کہ میرے آقا کے ایک کانٹا بھی چبھے اور میں آرام سے رہوں۔

مسلم کتاب الجہاد میں ہے کہ غزوہ حنین کے موقع پر جب حضرت عباسؓ نے حضورؐ کے کہنے پر اصحاب سمرہ کو بلایا تو وہ لوگ اس جوش سے آپ پر ٹوٹ پڑے جیسے بچے والی گائیں اپنے بچوں پر ٹوٹتی ہیں۔ حب نبوی کی بہت سی نظیریں آپ کو اس قسم کی مل سکتی ہیں۔ ظاہر امر ہے کہ جو قوم اپنے رسولؐ کی اس قدر مطیع اور فرمانبردار اور اسقدر جان نثار ہو وہی تمام عالم میں اپنا قبضہ جما سکتی ہے نہ وہ قوم جو اپنے نبیؑ کو اس بے حیائی سے جواب دیدے جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو صاف کہدیا تھا کہ تو اور تیرا خدا جاکر دونوں لڑو ہم تو یہاں آرام فرمائیں گے۔

بیباکانہ اقدام | صحابہ کرامؓ کی فتوحات کا ایک سبب ان کا بیباکانہ اقدام بھی ہے چنانچہ جب صحابہ کرامؓ نے مدینؔ میں داخل ہونا چاہا تو راستہ میں دریا حائل تھا لیکن یہ دریا صحابہ کرامؓ کے عزم کا مقابلہ کہاں کرسکتا تھا فوراً تمام اصحاب رسول اللہ نے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈالدیا اور شہر میں فاتحانہ داخل ہوگئے۔ شہر والوں نے جب اس انوکھے منظر کو دیکھا تو (دیوان آمدند) کہتے ہوئے شہر سے باہر نکل گئے اور تمام شہر کو باسانی خالی کردیا۔ سچ کہا علامہ اقبال نے ؎

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے + بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے۔

دیانت | یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اگر کسی فوج میں صرف ایک آدمی بھی بد دیانت ہو تو ساری فوج برباد کردے گا اور ہر اعتبار سے فوج کو نقصان پہنچائیگا اور اس فوج کی تمام مادی طاقتوں کو بے اثر کردیگا۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے سامنے سونے چاندی کے ڈھیر لگ گئے تھے۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے قدموں میں نثار . . . . تھے۔ تمام دنیا نے اپنے خزانے لاکے

[illegible]

سلامت اگل دئے تھے مگر ان کی دیانت نے کسی چیز کو بھی ذرا سا صدمہ نہیں پہنچایا۔ ایران جب فتح ہوا اور وہاں کے ساز و سامان مسلمانوں کو حاصل ہوئے تو ان میں کسریٰ کی مرصع تلواریں اور زریں ازار بند بھی تھے صحابہ کرامؓ ہر چیز کو دربار عمریؓ میں لائے حضرت عمرؓ نے ان چیزوں کو دیکھکر فرمایا جس قوم نے ان چیزوں کو بھی ہاتھ نہیں لگایا وہ ایک متدین اور امانت دار قوم ہے۔

مذہبی پابندی | صحابہ کرامؓ کی فتوحات کا سبب ان کی مذہبی پابندی بھی ہے اور اسی پابندیٔ مذہب نے ان کی فتوحات کو بہت کچھ ترقی دی۔ صحابہ کرامؓ پر مادی طاقت کا کچھ اثر نہیں پڑتا تھا جو قومیں ان کے مقابلے میں آتی تھیں وہ ان کی مادی طاقت دیکھکر کہتے تھے کہ ابھی ان کا خاتمہ کر دینگے لیکن ان کی روحانی قوت ایسی تھی جس کی وجہ سے بڑے بڑے جنرل کانپتے تھے۔ چنانچہ مقام قادسیہ میں جب نماز کا وقت آیا تو اذان دی گئی اذان سنتے ہی صحابہ کرامؓ اس تیزی سے نماز کی ادائیگی کے لئے دوڑے کہ ایرانیوں کو دھوکا ہو گیا کہ یہ لوگ حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور حملہ کرنا چاہتے ہیں لیکن جب ان کو یہ پتہ چلا کہ یہ لوگ ایک روحانی آواز پر اس طرح جمع ہو جاتے ہیں تو ان کے سردار رستم کو کہنا پڑا اور مجبور ہو کر یہ بول اٹھا کہ عمرؓ میرا کلیجہ کھا گیا۔ اسی جنگ کا واقعہ ہے کہ جب ایک ایرانی کو مسلمانوں نے گرفتار کیا اور اس نے اس منظر کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ ناممکن ہے کہ تم لوگ کسی قوم کے سامنے شکست کھاؤ۔ علامہ اقبال مرحوم اس کی تصویر یوں کھینچتے ہیں ؎

آگیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز   قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز   نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی سب ایک ہوئے   تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اتحاد و اتفاق | صحابہ کرام کی فتوحات کا ایک سب سے بڑا سبب ان کا اتفاق و اتحاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ الآیہ (انفال) وہی ہے جس نے تم کو اپنی مدد اور مومنوں کے ذریعہ قوت پہنچائی۔ اور ان کے دلوں میں محبت ڈالدی اگر تم زمین کے تمام خزانے خرچ کر دیتے جب بھی اُن کے دلوں کو جوڑ نہ سکتے تھے لیکن اللہ نے اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈالدی۔ بے شک وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

یہی اتحاد و اتفاق تھا جس کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی بڑی سے بڑی مادی طاقت کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو خود واضح کرتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ انفال) یعنی اے نبی تجھکو اللہ اور تیرے متبعین کافی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ تمام مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد ہر وقت رہے آپ کے بعد صحابہ کرامؓ نے بھی اس کا پورا خیال رکھا اور جہاں ذرا سا اختلاف صحابہ میں پیدا ہوا اس کے انسداد کی بہت جلد کوشش کی۔

مساوات | صحابہ کرام کا آپس میں مساویانہ طرز عمل بھی ان کی فتوحات کا بڑا سبب ہے جن قوموں نے مساوات کا خیال نہ کیا

اور انسانوں میں مختلف طبقے قائم کردیئے ان کو اس کا احساس خود بخود ہوگیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ جب گرفتار کرکے رستم کے دربار میں پیش کئے گئے تو وہ فوراً رستم کے تخت پر بلاتکلف جاکر بیٹھ گئے۔ درباریوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو گوارا نہ کرسکے اور فوراً تخت سے نیچے اتار دیا حضرت مغیرہؓ نے کہا کہ اب تک تو ہم سنتے ہی تھے مگر اب مشاہدہ ہوگیا کہ تم میں بعض بعض کا خدا بنا ہوا ہے یاد رکھو جس قوم کی یہ حالت ہو وہ کبھی برسر اقتدار نہیں رہ سکتی اور یہ اس قوم کی حماقت ہے تم بھی حماقت کے پتلے ہو یاد رکھو تمہاری سلطنت بھی کسی طرح قائم نہیں رہ سکتی برخلاف اسکے اسلامی فوج میں مساوات کا صد درجہ لحاظ کیا جاتا تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو ایران کے چند رئیسوں نے عمدہ اور لذیذ کھانے پیش کئے حضرت ابوعبیدہؓ نے دریافت کیا کہ کیا تم نے تمام فوج کو ایسے ہی کھانے کھلائے ہیں وہ کہنے لگے نہیں آپ نے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ جو لوگ میرے ساتھ اپنی جانیں لڑانے کیلئے آئے ہیں ان پر میں اپنے آپ کو ترجیح دوں۔ خبردار ابوعبیدہ وہی کھانا کھائیگا جو سب کی سب فوج کھائے گی۔ یہی صحابہؓ کا مساویانہ طرز عمل تھا جس نے دشمنوں کو یقین دلا دیا تھا کہ اس مساوات کے ہوتے ہوئے کسی طرح ایران کی حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ قبیضلار نے ایک عربی جاسوس کو بھیجا تاکہ وہ عربوں کی حالت کا پتہ لگائے چنانچہ وہ آیا اور اس نے واپس جاکر یہ جواب دیا کہ عرب ایسے لوگ ہیں جو رات کو رہبان ہیں اور دن کو شہسوار ہیں اگر ان کے بادشاہ کا لڑکا بھی چوری کرے تو وہ اسکا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کرے تو سنگسار کردیتے ہیں۔ قبیضلار نے جب یہ سنا تو کہنے لگا کہ اگر یہ سچ ہے تو مجھے لازم ہے کہ پیوند خاک ہوجاؤں۔

ظاہری شان وشوکت صحابہؓ کرام کی ظاہری شان وشوکت بھی فتوحات کے حاصل کرنے میں ممد ومعاون ہوتی تھی۔ اور یہ جوش وخروش مخالفین کے دلوں کو مرعوب کردیتا تھا۔ حضرت حارث بن یزید کا بیان ہے کہ ہم جب مدینہ پہنچا تو مسجد نبوی میں دیکھا کہ مسجد تمام اصحاب کرام سے کچا کھچ بھری ہوئی ہے سیاہ جھنڈیاں لہرا رہی ہیں ایک طرف حضرت بلالؓ اپنی ایک نئی شان سے تلوار لگائے ہوئے سرور دوعالم کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا یہ کیا معاملہ ہے لوگوں نے کہا حضرت عمروؓ بن العاص کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہم پر روانہ فرما رہے ہیں۔ یہ جوش وخروش جس وقت صحابہ کرام فوجی خدمات انجام دیتے تو اور بھی زیادہ ہوجایا کرتا تھا۔ غزوہ احزاب کے موقع پر سامان رسد بہت کم تھا حتیٰ کہ تھوڑے سے جو اور خراب سی چربی پر صحابہ کرامؓ نے اس موقع پر گذارہ کیا۔ خندق کھودنے میں بڑی دشواری پیش آرہی تھی زمین بڑی سخت تھی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی معجزانہ طاقت کو صرف کرنا پڑا۔ کفار نے مدینہ کا محاصرہ کر رکھا تھا لیکن باوجود ان تمام امور کے صحابہ کرام نہایت بلند آواز سے یہ رجز پڑھ رہے تھے ۔ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ٭ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا ٭ دوسری طرف حضرت عبداللہ بن رواحہؓ صحابہ کرامؓ کو اور جوش میں لا رہے تھے اور رجز ان کی زبان پر تھا۔ وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا ٭ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ٭ فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ٭ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا ٭

فقط